21381

(۲)

۱- اگر والدین وٹہ سٹہ (یعنی لڑکی کے بدلے لڑکی) کے طریقے پر بچوں کی شادیاں کرائیں تو اس طرح بیٹے اور بیٹی کا نکاح کرانا جائز ہے یا نہیں۔ واضح رہے کہ اس طرح نکاح کراتے وقت کوئی مہر مقرر نہیں کیا جاتا؟

۲- بعض لوگ جمعہ کے پہلے خطبہ میں ہاتھ باندھ کر بیٹھتے ہیں اور دوسرے خطبہ میں زانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں کیا اس طرح بیٹھنا سنت سے ثابت ہے؟

۳- اگر کسی شخص کی والدہ غریب ہوں لیکن وہ خود صاحبِ نصاب ہو تو کیا وہ اپنی والدہ کیلئے زکوٰۃ کا مال لے سکتا ہے؟

۴- ایک بندہ صاحبِ نصاب ہے مگر وہ پہلے ارادہ کرتا ہے کہ میں ان پیسوں میں سے 30000 تیس ہزار میری والدہ کے ہیں اور علیحدہ کرکے رکھ لیتا ہے اور یہ رقم منہا کرکے وہ صاحبِ نصاب نہیں رہتا کیا اس صورت میں اس کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے؟

مفتی صاحب میرے یہ چند سوالات ہیں جلدی جواب مرحمت فرمائیں جزاکم اللہ

جعفر عباس
آس اللہ دی
03460099179

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۲۰۲۳/۱۹

(جواب منسلک ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔وٹہ سٹہ کے نکاح میں اگر لڑکے لڑکیاں عاقل و بالغ ہوں اور وہ اس نکاح پر راضی ہوں تو ان کا نکاح کرنا جائز ہے، البتہ اس میں دونوں لڑکیوں کیلئے مہر مقرر کرنا ضروری ہے، اور اگر مہر مقرر نہ کیا گیا تو دونوں کے شوہروں کے ذمہ مہر مثل لازم ہوگا۔

اور اگر وہ اس نکاح پر راضی نہ ہوں تو ان کو اس طرح نکاح پر مجبور کرنا جائز نہیں ایسا کرنے سے نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا۔

الدر المختار - (۳ / ۱۰۶)

(ووجب مهر المثل في الشـــغار) هو أن يزوجه بنته على أن يزوجه الآخر بنته أو أخته معاوضة بالعقدين وهو منهي عنه لخلوه عن المهر فأوجبنا فيه مهر المثل فلم يبق شغارا

حاشية ابن عابدين (رد المحتار) - (۳ / ۱۰۵)

(قوله وهو منهي عنه لخلوه عن المهر إلخ) جواب عما أورده الشافعي من حديث الكتب الستة مرفوعا من النهي عن نكاح الشغار والنهي يقتضي فساد المنهي عنه، والجواب أن متعلق النهي مســمى الشـغار المأخوذ في مفهومه خلوه عن المهر وكون البضـع صـداقا، ونحن قائلون بنفي هذه الماهية وما يصـــدق عليها شـــرعا، فلا نثبت النكاح كذلك بل نبطله، فيبقى نكاحا مسمى فيه ما لا يصلح مهرا فينعقد موجبا لمهر المثل كالمسمى فيه خمر أو خنزير فما هو متعلق النهي لم نثبته، وما أثبتناه لم يتعلق به بل اقتضت العمومات صـــحته، وتمامه في الفتح زاد الزيلعي: أو هو أي النهي محمول على الكراهة اهـــــ أي والكراهة لا توجب الفساد.

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) - (۳ / ۵۸)

(ولا تجبر البالغة البكر على النكاح) لانقطاع الولاية بالبلوغ (فإن اســـتأذنها هو) أي الولي وهو السنة

(۲)۔۔۔خطبے کے دوران مذکورہ خاص ہیئت کے ساتھ بیٹھنے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، بلکہ خطبہ کے دوران جس طرح بیٹھنے میں آسانی ہو، اس طرح بیٹھ سکتے ہیں، البتہ ادب کے خیال سے دوزانو بیٹھنا بہتر ہے۔(مستفاد من فتاویٰ عثمانی:۱/۵۰۹)

(۳)۔۔۔اگر مذکورہ شخص کی والدہ سیدہ نہ ہوں اور کوئی شخص ان کیلئے زکوۃ دیدے تو یہ شخص اپنی والدہ کیلئے زکوۃ وصول کر سکتا ہے، لیکن ایسی صورت میں زکوۃ کی رقم والدہ کے قبضے میں دینا ضروری ہے، اس کے بغیر زکوۃ ادا کرنے والے کی زکوۃ ادا نہ ہوگی۔

دار الافتاء

(جاری ہے۔۔۔)

واضح رہے محتاج والدین کا نفقہ چونکہ اولاد کے ذمہ ہوتا ہے، اس لئے از خود آپ کا اپنی والدہ کیلئے کسی سے زکوۃ کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔

(۴)۔۔۔ صورتِ مسئولہ میں مذکورہ شخص جب تک یہ رقم اپنی ماں کو عملاً مالک و قابض بنا کر نہ دے، اس وقت تک اسے زکوۃ دینا درست نہیں، کیونکہ محض رقم علیحدہ کر لینے سے اس کی ملکیت ختم نہیں ہوئی اور وہ بدستور صاحبِ نصاب ہی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

محمد اویس

محمد اویس سیالکوٹی عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۱۶/ شعبان المعظم/ ۱۴۴۰ھ

۲۲/ اپریل/ ۲۰۱۹ء

الجواب صحیح

مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

۱۶/ شعبان المعظم/ ۱۴۴۰ھ

۲۲/ اپریل/ ۲۰۱۹ء

دار الافتاء

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفی عنہ

۱۷/۸/۱۴۴۰ھ

مفتی

Scanned by CamScanner